

فہرست مضامین

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
۵۹	اور سب کچھ صرف اسی کے اختیار میں ہے۔	۵	از مؤلف
۶۱	نظام عالم کو قائم رکھنے والا صرف اللہ ہے	۱۴	ایک بار اول
۶۱	صرف اللہ ہی زندہ جاوید ہے باقی سب فانی ہے	۱۷	الہی (قرآن کی روشنی میں)
۶۲	صرف اللہ ہی عالم الغیب اور علیم کل ہے	۲۴	الہی صفات (صفات الہی کے بارے میں قیوم)
۶۳	توحید حقوق	۲۴	ایک بار اولیٰ اور قرآن مجید کی اصلاح)
۶۳	صرف اللہ ہی لائق حمد و ستائش ہے	۲۸	ایک بار علیم کل ہے کوئی چیز اس کے علم سے باہر نہیں۔
۶۴	اللہ ہی سب سے زیادہ محبت اور خوف کے قابل ہے۔	۳۰	ایک بار اعلیٰ ہر چیز پر قادر ہے کوئی چیز اس کی قدرت سے باہر نہیں۔
۶۴	وہی توکل اور آمرانہ کرنے کے قابل ہے	۳۲	ایک بار سب کا خالق و رازق اور پروردگار و کارساز ہے
۶۵	وہی حاکم ہے اسی کا حکم واجب العمل ہے	۳۲	وہی اپنے حکم سے اس کا رخائے مستی کو چلا رہا ہے
۶۵	توحید کے بارے میں قرآن مجید کا سب سے اہم مطالبہ	۳۵	وہی ساری کائنات کا بادشاہ اور فرماں روا ہے
۷۳	توحید کا آخری تکمیلی سبق	۳۵	سب کچھ صرف اسی کے اختیار میں ہے۔
۷۸	شرک اور مشرکین کی سخت مذمت اور ان سے اعلان بے زاری۔	۳۷	اسی اور کے اختیار میں کچھ بھی نہیں۔
۸۰	آخرت (قرآن مجید کے یقین آفرین لائل)	۳۹	اللہ تعالیٰ بڑی رحمت والا اور نہایت مہربان ہے
۸۱	آخرت کیوں ضروری ہے؟	۳۹	اللہ تعالیٰ ہوں کا بخشنے والا توبہ قبول کرنے والا ہے
۸۴	آخرت کے ضروری ہونے پر قرآن مجید کی ایک دوسری دلیل۔	۴۵	اللہ کی رحمت و مغفرت کے حقدار کون گنہگار ہیں؟
۸۷	آخرت کے بارے میں جاہلانہ و احمقانہ شبہات اور شیطانی وساوس۔	۴۶	اللہ تعالیٰ میں رحمت کے ساتھ عدالت بھی ہے
۸۹	منکرین آخرت کے بے بنیاد شبہات کا جواب	۴۸	تسبیہ و تقدیس
۹۲	آخرت میں کیا کیا ہونے والا ہے؟	۵۱	ان مجید کی چند جامع الصفات آیات
۹۳	آخرت کی منزلیں	۵۵	توحید
		۵۷	توحید ذاتی اور توحید الوہیت
		۵۸	توحید صفات و افعال
		۵۹	ساری کائنات پر صرف اللہ ہی کا حکم چلتا ہے

نام کتاب _____ "قرآن آپ سے کیا کہتا ہے؟"
 طباعت _____ اگست ۱۹۹۶ء بمطابق ربیع الاول ۱۴۱۷ھ
 باہتمام _____ اشرف برادران سکتیم الرحمن
 کتابت _____ مشتاق احمد جلالپوری
 ناشر _____ ادارہ اسلامیات ۱۹۰ - انارکلی لاہور ۲
 فون نمبر: ۴۲۷۳۹۹۱ - ۴۳۵۳۲۵۵

ادارہ ایڈیشن، بک سیلرز، ایکسپورٹرز

☆ دینا مہاشین، مال روڈ، لاہور ☆ ۱۹۰ - انارکلی، لاہور، پاکستان ☆ سوین روڈ
 فون ۴۲۳۳۱۲ - ۴۲۳۳۸۵ - ۴۲۳۳۹۱ - ۴۳۵۳۲۵۵ فون ۴۳۵۳۲۵۵ - ۴۳۵۳۲۵۵

مطبع: میٹروپریٹرز لاہور

ملنے کے پتے

ادارہ اسلامیات - ۱۹۰ - انارکلی لاہور ۲
 دارالاشاعت - اردو بازار کراچی ۱
 مکتبہ دارالعلوم جامعہ دارالعلوم کورنگی کواچی ۱۴
 ادارہ المعارف ڈاکھانہ دارالعلوم کواچی ۱۴
 ادارہ القرآن چوک لسبیلہ گاڈون ایسٹ کراچی ۱۴

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
۹۹	توکل	۲۰۱	جنت اور دوزخ
۱۰۳	تواضع	۲۰۲	جنت
۱۰۶	تکبر و غرور	۲۰۵	نبوت و رسالت
۱۱۴	حلم و درگزر	۲۰۷	نبی کی حیثیت اور مقام نبوت
۱۱۴	جرات و شجاعت	۲۱۱	تفریط اور بے ادبی کی گمراہی
۱۲۰	وقار و خودداری	۲۱۷	افراط اور غلو کا فتنہ
۱۲۶	حياء و عفت	۲۱۷	خداوندی ہدایت کی اطاعت و پیروی
۱۳۰	طہارت و پاکیزگی	۲۱۷	عمل صالح
۱۳۶	معاملات میں پاکبازی و اکل حلال	۲۱۹	تقویٰ
۱۴۲	حق اور نیک کو پھیلانے اور عام کرنے کی	۲۱۹	تقویٰ ہی اہل شکی اور عمل صالح کی روح ہے
۱۴۹	جد و جہد اور اس راہ میں جان بازی -	۲۲۵	تقویٰ کی نشانیوں اور اہل تقویٰ کے اوصاف
۱۵۴	قوانین خطبات و مواعظ	۲۳۳	خدا کی عبادت
۱۶۵	آزمائشوں کے دور میں صبر اور غماز سے مدد حاصل کی جائے	۲۳۳	بندوں کی خدمت اور حسن سلوک
۱۶۸	بندوں کو ان کے مالک کا بلا و اجنت اور رحمت کی طرف	۲۳۵	اہل و عیال
۱۷۰	دین حق کے بنیادی احکام اور نصائح	۲۳۶	عام انسانوں کے حقوق اور ان کے ساتھ حسن سلوک
۱۷۲	اللہ کی بات ماننے والوں اور نہ ماننے والوں کا انجام	۲۳۷	اسلامی برادری کے خاص حقوق
۱۷۶	مکرمات مجرموں کو سخت انتباہ اور قیامت میں ان کا انجام	۲۳۹	اخلاقِ حسنہ
۱۷۶	دین کی بنیادی ہدایتیں اور خداوندی احکام	۲۴۲	صبر
۱۸۰	امت مسلمہ کے خاص فرائض اور اس کا نصب العین	۲۴۶	صبر والوں کا انجام اور مقام
۱۸۱	اپنے گناہگار بندوں کو اللہ تعالیٰ کا بلا و	۲۴۶	سچائی اور راست یابی
۱۸۵	اور نہ ماننے والوں کا انجام	۲۴۷	وفائے عہد
۱۸۷	اللہ تعالیٰ کی بات ماننے والوں اور اس کی	۲۵۱	امانت
۱۸۹	پرچلنے والوں کو بشارت	۲۵۱	عدل و انصاف
۱۹۳	اپنے کو جہنم کی آگ سے بچاؤ اور سچی توبہ کر کے آخرت	۲۵۱	سماحت و سخاوت
۱۹۸	کی سرخروئی اور جنت حاصل کرو -	۲۵۲	ایثار
۱۹۹	آخری گزارش	۲۵۲	بخل
۲۰۰	خاتمہ کتاب	۲۵۲	استغناء و قناعت

مقدمہ

صاحب قرآن اور قرآن کا تعارف

یہ کتاب ”قرآن آپ سے کیا کہتا ہے“ اب سے تیس سال پہلے ۱۳۷۹ھ ۱۹۵۹ء میں شائع ہوئی تھی۔ اس کے قریباً ۱۲ سال بعد اس کا انگریزی ایڈیشن شائع ہوا تو اس کے لئے حضرت مصنف نے ایک مستقل مقدمہ لکھا تھا، ہم نے مناسب سمجھا کہ اس جدید ایڈیشن میں مقدمہ کے طور پر اس کو بھی شامل کر دیا جائے۔ (محمد حسان نعانی)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

یہ ایک مسلم تاریخی حقیقت ہے کہ اب سے قریباً ڈیڑھ ہزار سال پہلے پانچویں چھٹی صدی عیسوی میں پوری انسانی دنیا نور ہدایت سے محروم اور روحانیت و اخلاق کے لحاظ سے اندھیر نگری بنی ہوئی تھی۔ یورپ پر قرون وسطیٰ کا اندھیرا چھایا ہوا تھا۔ ایران اور اس کے زیر اثر ملکوں میں مزدکیت کا دور دورہ تھا جس نے اخلاق و شرافت کی حدود کو درہم برہم کر کے انسانوں کو حیوان بنا دیا تھا۔ ہندوستان پر انک عہد کی تاریکی میں بھٹک رہا تھا۔ یہاں ایک طرف توحیدات و حیوانات بلکہ سانپوں تک کی پرستش ہوتی تھی اور دوسری طرف بے چارے ان انسانوں کے ساتھ جن کو نسلی اور پیدائشی طور پر اچھوت قرار دیا گیا تھا، حیوانوں سے بدتر سلوک ہوتا تھا۔ وہ انسان ہونے کے باوجود انسانی حقوق سے محروم تھے۔ جس کے کچھ اثرات اتنا طویل زمانہ گزر جانے کے باوجود اب تک بھی باقی ہیں۔ کم و بیش یہی حال انسانیت کی پستی اور انسانوں کی بے راہروی کے لحاظ سے اس وقت دنیا کے ان دوسرے ملکوں کا بھی تھا، جن کی تاریخ معلوم ہے۔

دیباچہ

(از مؤلف)

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الحمد لله رب العالمين وسلام على عباده المرسلين

یہ واقعہ ہے جس کے اظہار میں ذرہ برابر بھی انکسار اور تکلف کو دخل نہیں ہے کہ اس ناچیز نے قرآن مجید کو موضوع بنا کر بھی کوئی خاص طالب علمانہ محنت نہیں کی اور اس لئے علوم قرآن میں مجھے کسی قسم کا اور کسی درجہ کا بھی امتیاز اور تخصص حاصل نہیں ہے بلکہ پرانے عربی مدرسوں کے عام طالب علموں اور تعلیم یافتہوں کی طرح قرآن مجید کا بس ترجمہ اور سادہ مطلب سمجھ لیتا ہوں اور جب توفیق ہوتی ہے تو سمجھ کر تلاوت کرنے کی کوشش کرتا ہوں۔ اور یہ بھی بلاشبہ اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے۔ لیکن اس سے بڑا انعام اُس رب کریم کا اس عاجز بندہ پر یہ ہے کہ تلاوت کے وقت کبھی کبھی دل کو تاثر و تذکر کی دولت بھی نصیب ہو جاتی ہے اور اس کی یہ برکت ہے کہ قرآن مجید کا کلام الہی ہوتا میرے لئے ایک بالکل محسوس حقیقت ہے۔ گویا جس طرح کسی میٹھی یا نیکلین چیز کے کھاتے وقت اپنی زبان و تالو کے احساس کی بنا پر مجھے اس کی شیرینی یا نیکلینی کا یقینی علم حاصل ہو جاتا ہے الحمد للہ بالکل اسی طرح قرآن مجید کی تلاوت کے وقت کبھی میرے قلب کا جو تاثر اور احساس ہوتا ہے مجھے اس سے قرآن پاک کے کلام الہی ہونے کا قطعی یقین حاصل ہوتا ہے ان دنوں یقینوں میں میرے لئے کوئی فرق نہیں ہے۔ ان میں سے کوئی یقین بھی میرے لئے فکری اور استدلالی نہیں ہے۔ فالحمد لله علی ذلک حمدًا کثیرًا طیبًا مبارکًا فیہ۔

قرآن مجید سے دل کے اس تاثر کا اگرچہ کوئی وقت اور موسم مقرر نہیں ہے لیکن خاص کر رمضان المبارک میں یہ دولت الحمد للہ زیادہ نصیب ہوتی ہے اور جب بھی اللہ تعالیٰ انصیب فرمائے قدرتی طور پر اُس وقت قرآن مجید اور اس کی دعوت و تعلیم کی عظمت کا احساس و یقین اور بڑھ جاتا ہے۔

کئی سال پہلے کی بات ہے رمضان المبارک ہی میں ایک دن قرآن مجید کی تلاوت کر رہا تھا، یا نہیں کون سا مقام تھا، بہر حال اُس دن طبیعت بہت زیادہ متاثر ہوئی اور دل میں یہ داعیہ

کئی اوقات بڑی شدت سے پیدا ہوا کہ قرآن مجید کی اس دعوت و تعلیم کو قرآن مجید ہی کے دعوتی اللہ کے ان بندوں تک پہنچانے کی بھی کوئی کوشش اپنی بساط کے مطابق کی جائے جو بے چارے اللہ سے نا آشنا ہیں۔

اس کی ایک عملی شکل اسی وقت یہ ذہن میں آئی کہ متوسط ضخامت کی ایک کتاب لکھی جائے اور اس کی دعوت و تعلیم کو عنوانات کے تحت اس طرح مرتب کر کے پیش کیا جائے کہ مسلمانوں اور غیر مسلمانوں کے لئے اس کا سمجھنا آسان ہو اور اس میں اپنی طرف سے کسی دلیل اور بحث کا اضافہ نہ کیا جائے بلکہ صرف قرآن کی بات قرآن ہی کے سادہ دعوتی اور تذکیری طرز پر اپنی زبان میں کہی جائے البتہ سمجھنے کے لئے جہاں کچھ تشریح اور وضاحت کی ضرورت ہو وہاں صرف بقدر ضرورت ہی تشریح اور تشریح کر دی جائے۔

اللہ تعالیٰ کی توفیق سے اسی وقت اس کام کے کرنے کی نیت کر لی گئی اور ذہن نے کتاب کا خاکہ بھی بنالیا۔ آیات کے جمع و انتخاب کا کام بھی شروع کر دیا گیا جو رمضان المبارک ہی میں ختم ہوا۔ اس کے بعد بس تالیف و ترتیب کا کام باقی رہ گیا۔ اس وقت خیال تھا کہ اگر حجم کم اور مسلسل کام ہو گا تو زیادہ سے زیادہ بس تین چار مہینے میں انشاء اللہ کتاب تیار ہو جائے گی۔ لیکن ہوا یہ کہ مسلسل چار دن بھی اس کام کو نہیں دیئے جاسکے۔ اور اس کے برعکس ایسا بارہا ہوا کہ ایک دو دن بیٹھ کر اس میں دو چار صفحے اس کے لکھے تو پھر مہینوں اس لکھے ہوئے کو اٹھا کر دیکھنے اور اس پر ایک سطر کا اضافہ کرنے کی نوبت نہیں آئی، اور ایک دفعہ تو قریباً دو سال کا عرصہ اس درمیان میں ایسا کام نہیں ہوا۔ اس میں اس کام کو ہاتھ نہیں لگایا جاسکا۔ الغرض یہ رہی رفتار اس کی تالیف اور تیاری کی۔

بہر حال اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے سب مرحلوں سے گزر کر اب یہ کام اس کتاب کی شکل میں اب کے سامنے ہے۔ اس میں جو کمی یا غلطی ہے اس کا ذمہ دار یہ ناچیز بندہ ہے اور جو خیر و خوبی اور اہمیت ہے وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔

فَلَهُ الْحَمْدُ وَلَهُ الشُّكْرُ

آخر میں مختصر مختصر چند باتیں کتاب کے بارے میں اور بھی عرض کرنی ہیں۔

۱۔ جس طرح قرآن مجید اس کے ماننے والے مسلمانوں کے لئے بھی ہے اور دوسرے سارے انسانوں کے لئے بھی، اسی طرح اس ناچیز نے اس کتاب کے لکھتے وقت مسلمانوں کے ساتھ دوسرے عام انسانوں کو بھی

سلسلے رکھا ہے۔ اس لئے میری یہ قدرتی خواہش ہے کہ یہ کتاب مسلمانوں کے علاوہ غیر مسلموں تک بھی کسی طرح زیادہ سے زیادہ پہنچ سکے۔ اپنے امکان اور وسائل کی حد تک یہ عاجز تو انشاء اللہ اس کے لئے کوشش کرے گا ہی، دوسرے حضرات بھی مطالعہ کے بعد اگر کتاب کو اس لائق سمجھیں تو اردو خواں غیر مسلموں تک بھی اس کو پہنچانے کے ذرائع سوچیں اور ان کو بروئے کار لائیں۔ اس مقصد کے لئے انگریزی اور بعض دوسری ملکی زبانوں میں اس کے ترجمہ اور اشاعت کا مسئلہ بھی زیر غور ہے۔

۲۔ ناظرین کو یہ ملحوظ رکھنا چاہیے کہ قرآنی آیات کے ترجمہ میں لفظی ترجمہ اور نحوی ترکیب کی زیادہ پابندی میں نے نہیں کی ہے بلکہ ناظرین کی سہولت فہم کا زیادہ لحاظ رکھا ہے۔ اگر کسی کو لفظی ترجمہ ہی دیکھنا ہو تو اس عاجز کے خیال میں حضرت شاہ رفیع الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی بہت اچھی کفالت کی ہے۔

۳۔ جس خاص مقصد کے لئے یہ کتاب لکھی گئی ہے چونکہ اس کا یہ اہم تقاضا تھا کہ کتاب کی ضخامت بہت زیادہ نہ ہو۔ اس لئے قرآن مجید کی دعوت و تعلیم کے سارے گوشوں کو اس میں سمیٹ لینے کی گنجائش نہ تھی۔ تاہم اس عاجز کا خیال ہے کہ اس کا اہم حصہ اس میں سب ہی آگیا ہے اور امید ہے کہ پیش نظر مقصد کے لئے انشاء اللہ یہ کافی ثابت ہوگا۔

آخری گزارش اپنے ناظرین کرام سے

بس یہ ہے کہ وہ کتاب کے لئے مقبولیت و نافعیت کی اور اس کے مصنف کے لئے مغفرت و رحمت کی اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیں۔ اس عاجز و مسکین بندہ کے لئے اللہ تعالیٰ کی رحمت کے بعد سب سے بڑا آمر اس کے صاحب ایمان بندوں کی دعاؤں ہی کا ہے۔

محمد منظور نعمانی عفا عنہ

محرم الحرام ۱۴۰۹ھ جولائی ۱۹۵۹ء

الحمد للہ اس کا انگریزی ایڈیشن شائع ہو چکا ہے۔ ہندی ایڈیشن کا کام بھی شروع کیا جا چکا ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

خدا کی ہستی

دین و مذہب کے سلسلہ کی بنیاد اس حقیقت کے ماننے پر قائم ہوتی ہے کہ ہمارا اور ساری کائنات کا کوئی پیدا کرنے والا ہے اور وہی اپنی قدرت اور حکم سے اس سارے جہان کو چلا رہا ہے اگر کوئی شخص اس بنیاد ہی کو نہ مانے تو اس کے نزدیک دھرم اور دین کے سلسلہ کی تمام باتیں بے وقوف انسانوں کے ”توہمات“ ہیں۔

بہر حال خدا کی ہستی کا مسئلہ دین و مذہب کا پہلا بنیادی مسئلہ ہے اور کوئی دینی دعوت ان ہی لوگوں کو دی جاسکتی ہے جو پہلے اس بنیاد کو تسلیم کر لیں۔ مگر چونکہ واقعہ یہ ہے کہ خدا کی ہستی کا علم انسانوں کے لئے خود اپنی ہستی کے علم کی طرح بالکل فطری اور بدیہی ہے جس کے لئے کسی دلیل و برہان کی ضرورت نہیں اور اسی لئے دنیا کی عام انسانی آبادی ہمیشہ سے اس بنیاد کی ماننے والی رہی ہے عتیٰ کہ ہمارے اس دور میں بھی جس کو لادینییت اور دہریت کا دور کہا جاتا ہے۔ انسانوں کی غالب ترین اکثریت اللہ کی ہستی کو ماننے والی ہی ہے۔ اس لئے قرآن مجید نے اپنی دعوت کے سلسلہ میں اس مسئلہ پر براہ راست زیادہ بحث نہیں کی۔ لیکن پھر بھی جا بجا اس نے اشاروں ہی اشاروں میں اس مسئلہ پر ایسے دلائل و براہین قائم کئے ہیں جو ہر اس شخص کے دل میں خدا کی ہستی کا یقین پیدا کرنے کے لئے بالکل کافی ہیں جس کے ہئوس و حواس صحیح و سالم ہوں اور جس نے اپنی عقل و بصیرت کی آنکھوں کو بالکل بھپوڑ نہ لیا ہو۔

ہاں! اس سلسلہ میں یہ ایک بات پہلے سمجھ لینے کی ہے کہ قرآن پاک خدا کی ہستی اور اسی طرح دوسری ایمانی حقیقتوں کو منوانے کے لئے منطقیوں کے طریقے پر بحث و مناظرہ نہیں کرتا ہے جس کے مقابلہ میں طب اگرچہ لا جواب ہو جائے لیکن اس کے دل میں اس سے یقین کی ٹھنڈک پیدا نہیں ہو سکتی بلکہ قرآن پاک کا طریقہ یہ ہے کہ وہ انسانوں کی صحیح اور سلیم فطرت سے اپیل کرتا ہے کہ کائنات کا نظام جس کو تم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہو، بلکہ تم خود اسی کے ایک جز ہو۔ اس میں ذرا غور و فکر کرو تم خود حقیقت کو پاؤ گے اور جو تم کو بتلایا جا رہا ہے اس کی کھلی نشانیاں بچشم خود دیکھ لو گے اور تمہارا یہ غور و فکر اور مطالعہ

ہی یقین و اطمینان کی ٹھنڈک تمہارے دلوں میں پیدا کر دے گا۔ اس تمہید کو ذہن میں رکھ کر ڈرا پڑھئے۔
قرآن مجید کی یہ آیتیں :-

إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَاخْتِلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَالْفُلْكِ الَّتِي تَجْرِي فِي الْبَحْرِ بِمَا يَنْفَعُ النَّاسَ وَمَا أَنْزَلَ اللَّهُ مِنَ السَّمَاءِ مِنْ مَّاءٍ فَأَخْيَا بِهِ الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَبَثَّ فِيهَا مِنْ كُلِّ دَابَّةٍ وَتَصْرِيفِ الرِّيَّاحِ وَالسَّحَابِ الْمُسَخَّرِ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ لَآيَاتٍ لِقَوْمٍ يَعْقِلُونَ ۝ (البقرة - ۲۰۶)

”دہلاشبہ آسمان و زمین کی ساخت میں اور رات دن کے یکے بعد دیگرے آنے میں اور ان کشتیوں جہازوں میں جو انسانوں کے کام کی چیزیں لے کر دریاؤں اور سمندروں میں چلتے پھرتے ہیں اور اس بارش میں جسے اللہ آسمان سے برساتا ہے پھر اُس سے زمین کو ایک زندگی بخشا ہے بعد اس کے کہ وہ مَرْدہ ہو چکی ہوتی ہے اور اسی کے ذریعہ ہر قسم کے جاندار زمین کی وسعت میں پھیلا دیتا ہے اور ہواؤں کے بدلنے میں اور ان بادلوں میں جو آسمان و زمین کے درمیان مسخر تھے ہیں (تو ان سب چیزوں میں جن کو سب آنکھوں والے انسان اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہیں۔ عقل سے کام لینے والے لوگوں کے لئے کھلی نشانیاں ہیں۔“

قرآن مجید نے یہاں آسمان و زمین کی ساخت، رات دن کی آمد و رفت کے مقررہ نظام، سمندروں میں جہازوں کی چلت پھرت، بارش اور اس کے آثار و نتائج ہواؤں کے تغیرات اور آسمان و زمین کے درمیان ایک خاص نظام کے تحت رہنے والے بادلوں کی طرف اشارہ کر کے انسانوں سے کہا ہے کہ ان چیزوں میں غور کرو۔ اگر تم عقل سلیم سے کام لو گے تو ان میں کی ہر چیز تمہیں زبانِ حال سے صاف صاف بتائے گی کہ وہ جو کچھ ہے اور جس حال میں ہے آپ سے آپ نہیں بنی ہے بلکہ کسی حکیم و خبیر اور کامل قدرت، ہستی نے اُسے ایسا بنا دیا ہے۔ پھر سورۃ انعام میں ارشاد ہے :-

إِنَّ اللَّهَ فَالِقُ الْحَبِّ وَالنَّوَى يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَمُخْرِجُ الْمَيِّتِ مِنَ الْحَيِّ ۚ ذَٰلِكُمْ اللَّهُ فَآلِیْ تَوْفِیْکُونَ ۝ (الانعام - ۱۲)

”یقیناً اللہ تعالیٰ ہے دانے اور گٹھلی کا پھاٹنے والا، وہ زندہ کو مَرْدہ سے نکالتا ہے اور مَرْدہ کو زندہ سے نکالتا ہے، یہ سب کچھ کرنے والا اللہ تعالیٰ ہی ہے پھر تم کدھر تک چلے جا رہے ہو۔“

قرآن کتاب ہے کہ تم دیکھتے ہو کسی اناج کے ایک دانے یا کسی پھل کی گٹھلی کو زمین میں دفن کر دیا جاتا ہے اس دانے یا گٹھلی میں کوئی شعور و احساس ہے نہ زمین میں اور نہ ان میں کسی میں ارادہ کی بات ہے، یہ سب چیزیں بالکل بے جان ہیں لیکن چند دنوں کے بعد کسی نظر نہ آنے والی طاقت کا اثر زمین کے اندر ہی اندر اُس دانے اور گٹھلی کو پھاڑتا ہے اور اس میں سے نہایت نرم و نازک نکلتا ہے۔ پھر وہ اپنے اوپر والی مٹی کی تھوں کو چیرتا ہوا اوپر نمودار ہو جاتا ہے، تو ذرا سوچو کہ کون سا خدا ہے جس نے اس بے جان دانے یا گٹھلی کو کس نے پھاڑا؟ کس نے اس میں سے وہ جاندار کھوا نکالا۔ کس نے دھاگے جیسے نرم و نازک اس اکھوے نے کس کی طاقت سے زمین کو چیر ڈالا؟ کیا تمہاری عقل میں یہ آسکتا ہے کہ اُس بے جان دانے یا گٹھلی نے یہ سارے کام خود کر لئے؟ کسی کرنے والے کے آپ سے آپ یہ سب کچھ ہو گیا۔ ہرگز نہیں! یہ سب ایک حکمت و قدرت والی ہستی نے کیا اور وہ ہستی خدا کی ہستی ہے۔ إِنَّ اللَّهَ فَالِقُ الْحَبِّ وَالنَّوَى۔

اور اس کی قدرت صرف بے جان دانے اور گٹھلی ہی کے ساتھ یہ عمل نہیں کرتی ہے بلکہ اور بھی بے جان چیزوں سے وہ جاندار چیزیں پیدا کرتا ہے اور اسی طرح کتنی ہی جاندار چیزوں سے جان چیزوں کو برآمد کرتا ہے۔ اور تم یہ سب دیکھتے ہو مثلاً بے جان انڈوں سے جاندار بچوں کا ملنا بھی دیکھتے ہو اور جانداروں میں سے بے جان مادوں کے برآمد ہونے کا بھی مشاہدہ کرتے ہو۔ خدا کی قدرت کی یہ سی کھلی کھلی نشانیاں تمہارے سامنے ہیں۔ پھر تمہیں کیا ہو گیا ہے تم کیوں کدھر تک رہے ہو؟ اور سورۃ رعد میں ارشاد ہے :-

وَفِي الْأَرْضِ قِطْعٌ مُّتَجَوِّرَاتٌ وَجَنَّتْ مِنْ أَعْنَابٍ وَزَرْعٌ وَنَخِيلٌ صِنْوَانٌ وَغَيْرُ صِنْوَانٍ يُسْقَى بِمَاءٍ وَاحِدٍ وَنُفِصِّلُ بَعْضَهَا عَلَىٰ بَعْضٍ فِي الْأَرْضِ ط إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَعْقِلُونَ ط (سورۃ رعد - ۱۰)

”اور دیکھو زمین میں مختلف قطعے ہیں جو باہم ملے ہوئے اور پاس پاس ہیں اور انگوروں کے باغات ہیں اور غلہ کے کھیت ہیں اور کھجور کے درخت ہیں ان میں کچھ ایسے ہیں جو جڑ سے دوسرے درخت کے ساتھ جڑے ہوتے ہیں اور کچھ ایسے جو اس طرح جڑے نہیں ہوتے ان سب چیزوں کو ایک ہی پانی سے سیراب کیا جاتا ہے اور پھر ان میں سے بعض کو بعض پر ہم مزہ میں فوقیت اور برتری دیتے ہیں۔ اس سب میں بڑی

خدا کی صفات

جیسا کہ پہلے ذکر کیا گیا اللہ تعالیٰ کی ہستی کا علم تو انسانوں کے لئے ایک وجدانی، فطری اور بڑی علم ہے۔ یعنی صرف اتنی سادی سی حقیقت کہ ہمارا اور اس کائنات کا کوئی پیدا کرنے والا اور چلانے والا ہے۔ ہر آدمی کے لئے یہ اتنی ہی روشن اور اتنی ہی یقینی ہے جتنی کہ اس کی نظر میں خود اپنی ہستی اور اپنا وجود — لیکن آگے یہ بات کہ وہ ہستی کیسی ہے؟ اور اس کی صفات کیا ہیں؟ اگرچہ اس کا جاننا ہمارے لئے ضروری ہے (کیونکہ اس کے بغیر نہ اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل ہو سکتی ہے اور نہ ہم اس کے ساتھ اپنے تعلق کی نوعیت کو جان سکتے ہیں) لیکن انسان بطور خود اس کی دریافت سے عاجز ہے۔ الغرض انسان کے لئے جن چیزوں کا جاننا ضروری ہے اور جن کا صحیح علم حاصل کرنے میں وہ اللہ کے پیغمبروں اور اللہ کی کتابوں کی رہنمائی کا محتاج ہے، ان میں سے ایک صفاتِ الہی کا مسئلہ بھی ہے۔

نزولِ قرآن کے وقت اللہ کی ہستی کا عقیدہ تو قریب قریب سب قوموں میں اور سب مذاہب میں موجود تھا لیکن اس کی صفات کا صحیح تصور کہیں بھی نہیں تھا اور اس بارے میں دنیا بڑی سخت غلطیوں اور گمراہیوں میں مبتلا تھی۔ اس وقت کے بڑے بڑے مذاہب اور ان کی ماننے والی قومیں اور ان کی بنیادی کتابیں آج بھی موجود ہیں یا کم سے کم ان کے بارے میں گواہی دینے والی تاریخ موجود ہے۔ تھوڑا سا وقت اور تھوڑی سی محنت صرف کر کے دیکھا جاسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے متعلق ان کے تصورات کتنے غلط اور کتنے پست تھے اور ان مذاہبوں یا فلسفوں کے ماننے والے جواب تک دنیا میں موجود ہیں وہ صفاتِ الہی کے بارے میں کیسی کیسی گمراہیوں میں آج تک بھی مبتلا ہیں۔ بہر حال قرآن مجید نے اپنی دعوت و تعلیم کے ذریعے اقوام و مذاہب کی جن سنگین غلطیوں کی اصلاح اور تصحیح کی ہے ان میں سے ایک صفاتِ الہی کا مسئلہ بھی ہے۔

قرآن مجید نے اس بارے میں جو کچھ دنیا کو بتایا ہے، اس کی صحیح قدر و قیمت جاننے کے لئے بلکہ اس کو سمجھنے کے لئے بھی کم از کم اجمالاً ہی یہ معلوم ہونا ضروری ہے کہ دنیا کے اقوام و مذاہب نزولِ قرآن کے وقت خدا کی صفات کے بارے میں کیسی غلط فہمیوں اور گمراہیوں میں مبتلا تھے، اور

انہی آئینے عظمیٰ تفصیل تو ان مذاہب کی تاریخ سے متعلق کتابوں ہی میں دیکھی جاسکتی ہے، یہاں ان میں ان چند اصولی گمراہیوں کا ذکر کرتے ہیں جن میں نزولِ قرآن کے وقت خدا کی ماننے والی امتِ امام طور سے مبتلا تھی۔

بہت سی قومیں اس دنیا کو ایک خدا کی پیدا کی ہوئی دنیا ماننے کے باوجود اس وہم میں مبتلا تھیں کہ جس طرح دنیا میں ایک بادشاہ یا راجہ ہوتا ہے لیکن ملک اور حکومت کے کام زیادہ تر وہ خود کرتا ہے بلکہ اس کے وزراء اور دیگر ماتحت لوگ کرتے ہیں اور جس طرح چاہتے ہیں کرتے ہیں۔ اسی طرح خدا کا بھی معاملہ ہے کہ اس دنیا میں جو کچھ ہوتا ہے وہ سب براہِ راست خدا خود نہیں کرتا بلکہ اس کی بہت کچھ اور روحانی ہستیاں (دیوی دیوتا) ہیں جن کو اس نے بہت سے کام اور بہت سی اختیارات سپرد کر رکھے ہیں اور ان کاموں کو وہی انجام دیتے ہیں۔ وہ جس سے راضی ہوں اس مال اور خوشحال کر دیتے ہیں اور جس سے نا راض ہوں اسے تباہ و برباد کر دیتے ہیں۔ اس لئے لوگوں کی بھلائی یا برائی کا تعلق عملی طور پر ان ہی دیویوں اور دیوتاؤں کی خوشی یا غمی سے ہے۔

نیز اسی قسم کی گمراہیوں میں سے ایک یہ بھی تھی کہ جس طرح دنیا کے بادشاہوں راجوں اور حکمرانوں کا یہ حال ہوتا ہے کہ بعض لوگوں سے رشتہ قربت کا یا پیار و محبت کا ایسا تعلق ہوتا ہے کہ وہ ان کی کسی خواہش اور کسی سفارش اور کسی بات کو رد نہیں کر سکتے بلکہ جو وہ چاہیں وہی کرنا پڑتا ہے۔ اسی طرح معاذ اللہ خدا کا بھی بعض خاص ہستیوں سے ایسا تعلق ہے کہ جو وہ خدا سے کرانا چاہیں وہ خدا کو چاہے و ناچار کرنا ہی پڑتا ہے۔

بعض قوموں کی گمراہی یہ بھی تھی کہ وہ خدا کا تصور مادی شکل و صورت اور مادی صفات کے انداز میں کرتی تھیں اور سمجھتی تھیں کہ مثلاً غم و مسرت اور رنج و راحت جیسے طبعی حالات جو انسانوں پر آتے ہیں، یہ سب خدا پر بھی آتے ہیں، اور انسانوں پر ان حالات کے جو اثرات پڑتے ہیں، وہی خدا پر بھی پڑتے ہیں اور انسان ان حالات سے متاثر ہو کر جیسے کام کرتا ہے ویسے ہی خدا اللہ تعالیٰ سے بھی سرزد ہوتے ہیں۔

عام مُشرک اور بُت پرست قوموں کے خیالات اللہ کے بارے میں کچھ ایسے ہی تھے اور ان کے خیالات کی بنیاد ان ہی غلط اور گمراہ خیالات پر تھی۔